الهدية السنيّه لحضرة الرفيعه

المعروف بہ

خلفاءِ رسول ﷺ

مع ضمیمہ

شانِ حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

تالیف بحکم

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت جانشین سرکار کیلانی مقبول بارگاہ رسالت الحاج قبلہ

پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف

شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ

مفتی محمد سعید نقشبندی کیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی اعظم آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

ضمیمہ

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت عالمی مبلغ اسلام

حضرت قبلہ پیر سید محمد عظمت علی شاہ بخاری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

النور پبلی کیشنز

الهدية السنيه لحضرة الرفيعه

المعروف بہ

خلفاء رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مع ضمیمہ

شانِ حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

پیر طریقت رہبر شریعت جانشین سرکار کیلانی مقبول بارگاہ رسالت الحاج قبلہ

پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف

شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ

مفتی محمد سعید نقشبندی کیلانی مدظلہ

مفتی اعظم آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

ضمیمہ

پیر طریقت رہبر شریعت عالمی مبلغ اسلام

حضرت قبلہ پیر سید محمد عظمت علی شاہ بخاری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

النور پبلی کیشنز

نام کتاب: خلفاء رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مؤلف: علامہ مفتی سعید احمد نقشبندی کیلانیؒ

تحقیق وتقدیم: محمد عبدالغفار نوری

نظر ثانی: علامہ حافظ احمد حسن کیلانی

سن اشاعت: نومبر 2015ء

ایڈیشن: چہارم......

کمپوزنگ: **النور** ورلڈ میکرز

تعداد: ۶۰۰

قیمت: ۵۰

ملنے کے پتے

دارالتبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (ضلع گوجرانوالہ)

والضحیٰ پبلی کیشنز ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار لاہور

مکتبہ برہان القرآن مرکز اویس، داتا دربار مارکیٹ لاہور

کرماں والا بک شاپ دکان نمبر 5، داتا دربار مارکیٹ لاہور

احمد بک کارپوریشن، راولپنڈی۔ رضا بک شاپ، گجرات

مکتبہ فیضان مدینہ، مدینہ ٹاؤن فیصل آباد

فہرست مضامین

......انتساب......

میں اپنی اس مختصر اور پہلی تصنیف کو اپنے مرشد
برحق شمس العارفین سراج السالکین سیدی و
مولائی حضرت پیر **نور الحسن** شاہ صاحب
بخاری نقشبندی مجددی کیلانی قدس سرہٗ العزیز
کے نام نامی واسم گرامی سے
معنون کرتا ہوں

گر قبول افتدزھے عز و شرف

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدرا!!

گدائے آستانہ عالیہ حافظ محمد سعید نقشبندی

﴿ترجمة المؤلف﴾

اس دنیوی زندگی میں لوگ اپنے مفادات کی خاطر ہر طرح کی چال ڈھال اختیار کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے، بلکہ موسم کی طرح بدلتے اور پانی کی طرح حالات کے بہاؤ میں بہتے چلے جاتے ہیں۔ کہیں سے ذراسی روشنی دیکھی تو چاند سمجھ کر اس پر ٹوٹ پڑے، اِدھر حالات نے ذراسی بے رخی برتی اُدھر زمانے کے قدموں میں گرتے چلے گئے۔ شہرت دنیوی کی خاطر گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہے۔

لیکن وہ فاقہ مست، حریت نما اور جادۂ حق کے رہبر ورہنما۔ جن کی زندگی کا مقصد شہرت ہوتی ہے نہ ہی ہوس وجاہ!! وہ جیتے ہیں تو حق کی خاطر اور جان بھی دیتے ہیں تو حق کے راستے پر۔ زمانہ کی رنگینی و دلکشی اور کاخ امراء کے ایوانوں کی عارضی سطوت ان کو راہ مستقیم سے بے راہ نہیں کرسکتی اور نہ ہی زمانے کے حالات ان کے قدموں کی زنجیر بن سکتے ہیں۔ کیوں؟؟ اس لئے کہ وہ ''بے مہار'' اور ''بے حال'' نہیں ہوتے بلکہ ان کی نسبتِ روحانی کسی شیخ کامل کے ساتھ ہوتی ہے پھر باطل کے دشنام و تیر وسنان اور بدعقیدگی کے بے بنیاد مگر بظاہر فلک بوس ایوان، ان بلند مرتبہ انسانوں کے آگے خس وخاشاک کی طرح بہتے چلے جاتے ہیں۔

انہیں قدسی صفات انسانوں میں سے آج جس بلند مرتبہ شخصیت کا ذکر کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے اگرچہ ان کا نام نامی اسم گرامی بھی ''سعید'' ہے لیکن اصل ''سعادت'' ان کو اہل اللہ کے قدموں کی برکت سے حاصل ہوئی۔ شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ مفتی حافظ محمد سعید احمد نقشبندی کیلانی رحمۃ اللہ علیہ 1933ء میں تحصیل پھالیہ کے ایک نواحی گاؤں چک شہباز میں جناب میاں خوشی محمد صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔ ناظرہ قرآن پاک گاؤں کے امام مسجد جناب میاں سلطان احمد صاحب سے پڑھا اور اس کے بعد اپنے والدین کی خواہش پر حافظ غلام حیدر صاحب سے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کردیا۔ بعدازاں بزرگ عالم دین اور طویل العمر شخصیت حضرت مولانا حافظ محمد فاضل صاحب رحمہ اللہ کے پاس میلو کہنہ میں ستائیس پارے تک حفظ کیا اور پھر آخری تین پارے دارالعلوم محمدیہ رضویہ نوریہ بھکھی شریف میں پڑھے۔ اور وہیں پر ہی درس نظامی کا سلسلہ شروع کردیا۔ اسی دوران ان کے بخت نے یاوری کی اور مستقبل کے مفتی اعظم، اب

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف میں شمس العارفین، سراج السالکین حضور سیدی و مرشدی قبلہ خواجہ پیر سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے انوار سے ضیاء پانے کیلئے حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات و بیعت کا واقعہ خود آپ کی زبانی ملاحظہ ہو جس کو قبلہ استاذ العلماء نے ''دلیل العارفین'' کے مقدمے میں درج فرمایا۔ لکھتے ہیں:۔

''میری خوش بختی مجھے غوث وقت، قطب زماں، جنید عصر شمس العارفین، سراج السالکین حضور پُرنور حضرت قبلہ سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں کھینچ لائی۔ اللہ اللہ! کیا پیارا وقت تھا کہ استقامت صدیق، غیرت فاروق، سخاء عثمان اور شجاعت علی، زُہد بوذر، فقر سلمان رضی اللہ عنہم کے جلوے نائب شیر ربانی امین فیض مجدد الف ثانی حضرت سید نورالحسن شاہ صاحب کیلانی کی شکل انور میں حضرت کیلیانوالہ شریف میں اپنی حیات ظاہرہ کے ساتھ نظر نواز اور جلوہ افروز تھے۔ اللہ اللہ! کیا مبارک ساعت تھی، جب یہ ذرہ بے مقدار اس آفتاب پرانوار کے سامنے حاضر ہوا جب حضور نے فرمایا کہ کس طرح آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: اللہ اللہ! پوچھنے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ تو بڑی چیز ہے تو تو ابھی بہت چھوٹا ہے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے باوفا خادم خصوصی حضرت سید منیر حسین شاہ صاحب جو کالوی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: حضور! یہ حافظ قرآن ہے اور ہدایۃ النحو اور قدوری پڑھ رہا ہے۔ تو میرے حضور رحمۃ اللہ علیہ نے بہت خوش ہو کر فرمایا کہ: ''نکے جئے بلبلے ایہ سارا کجھ کدوں پڑھ لیا ای'' اسکے ساتھ ہی حضور نے بے انتہا شفقت فرماتے ہوئے میرے داہنے رخسار پر ہلکی سی چپت رسید فرمائی اور زبان درافشاں سے کچھ سبق ارشاد فرمایا، ساتھ ہی فرمایا کہ اسے تھوڑا نہ سمجھنا۔ اس وقت حضور رحمۃ اللہ علیہ کے پاس میاں امام دین مرحوم سکنہ بھکھی ضلع گجرات جو کہ حضور کے پاس ہی رہا کرتا تھا۔ وہ بھی حاضر تھا جب ہم اٹھ کر چلے آئے تو میاں امام دین ہنستا ہوا آیا اور میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ لڑکا بہت خوش قسمت ہے کیونکہ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ لڑکا کوئی شئی بنے گا لیکن ہم اس وقت نہیں ہوں گے۔ الحمد للہ علی ذالک''

قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف میں شیخ الحدیث علامہ سید جلال الدین شاہ صاحب اور حضرت استاذ العلماء قبلہ مولانا محمد نواز نقشبندی صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے پاس پڑھتے

رہے اور ساتھ ساتھ اپنے قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی حاضری سے مشرف ہوتے رہے۔ بعدازاں مزید تعلیم کیلئے ڈسکہ میں مولانا غلام محمد سے بھی چند اسباق پڑھے۔ چونکہ مولانا موصوف کا تعلق دیوبندیت سے تھا لہٰذا دوران اسباق کچھ مسائل پر مناظرہ و تکرار کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ اس سلسلہ میں قبلہ مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زبان ہی سے ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں: ''میں ان (مولانا غلام محمد) سے مشکوٰۃ شریف پڑھتا تھا۔ اس لئے بعض دفعہ کچھ نوک جھونک ہو جایا کرتی تھی ایک دن بات ذرا بڑھ گئی اور یہ نوک جھونک مناظرہ کا رنگ اختیار کر گئی، مولوی صاحب اپنے مسلک کے حق میں دلائل دیتے رہے اور میں اپنے مسلک کی حمایت کرتا رہا، میں طالبعلم تھا وہ پختہ کار عالم، ان کے دلائل سے مجھے اپنے مسلک کے بعض مسائل میں کچھ شبہات پیدا ہو گئے جب رات کو میں سویا تو بوقت سحر میری قسمت جاگ اٹھی، یعنی حضور سیدی مرشدی پیر کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا دیدار پرانوار نصیب ہوا اور حضور فرما رہے ہیں: ''بیلیا! قرآن حدیث تے سارے ای پڑھدے نیں صحیح مذہب اوہ ہے جو بزرگاں دین والا اے۔'' جب میں بیدار ہوا تو دل میں شبہات کا غبار صاف ہو چکا تھا میں نے اپنے ساتھی برادرم حافظ محمد علی مرحوم و مغفور سے اپنا یہ خواب بیان کیا، تو ہم دونوں مستانہ وار آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف پر حاضری کیلئے چل پڑے۔ بوقت حاضری حضور رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر کسی تذکرہ کے ہمارے بیٹھتے ہی ارشاد فرمایا: قرآن حدیث تے سارے مذہباں والے پڑھدے نیں پر صحیح مذہب بزرگانِ دین والا اے۔''

بعدازاں قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملتان شریف چلے گئے اور وہاں مختلف اساتذہ سے اکتساب علم کیا جن میں غزالی زماں، رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی اور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہما جیسی بلند پایہ شخصیات بھی شامل ہیں۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے جب شرح عقائد پڑھنا شروع کی تو آپ مجھ فردِ واحد کو انتہائی شفقت سے الگ وقت دیتے اور ساتھ ارشاد فرماتے: ''کہ میری زندگی میں آپ واحد طالب علم ہیں کہ میں جس حد تک اور بلند معیار تک پڑھاتا جاتا ہوں تم برابر میرے ساتھ چلتے ہو۔''

تکمیل علوم کے بعد آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے قریب ہی علی پور چٹھہ میں امامت و خطابت

تبلیغ دین کا آغاز فرمایا اور ساتھ ساتھ مسجد میں سلسلہ درس وتدریس بھی شروع فرمایا۔ بہت سے جید علماء ومشائخ آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کی مناظرانہ اور قرآن وحدیث کے دلائل سے بھرپور گفتگو بدعقیدہ لوگوں کی نیندیں حرام کئے ہوئی تھی۔ اس سلسلہ میں جب بھی اور جہاں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی گئی آپ اسی وقت بدعقیدگی کے خمار کو اتارنے کیلئے چل کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمیشہ غالب رہے۔ اس میدان میں آپ نے مولوی غلام اللہ آف راولپنڈی، مولوی سلطان علی سرگودھا، حافظ منظور احمد سیالکوٹی، مولوی محمد سلیمان کیلانی، حافظ عبدالقادر روپڑی، سلطان محمود دہلی، مولوی عنایت اللہ گجراتی اور قاری جان محمد کمالیہ جیسے ''چوٹی کے بدعقیدہ'' مولویوں سے مناظرہ کیا اور الحمدللہ! ہر میدان میں ہمیشہ ہی غالب رہے۔ فتاویٰ نویسی میں وہ اپنے عہد کے ایک جانے پہچانے مفتی تھے۔ اسی لئے آپ کو یہ سعادت بھی حاصل ہوئی ایک عرصہ تک آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف میں مسند افتاء پر مفتی اعظم کی حیثیت سے فائز رہے۔

تصنیف وتالیف میں بھی آپ نے کئی یادگاریں چھوڑیں جن میں سے ایک کتاب بنام ''خلفاء رسول'' اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کتاب مختصر ضرور ہے لیکن مواد اور دلائل کے لحاظ سے ایک جامع دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ مختصر کتاب حضور سیدی ومرشدی، مقبول بارگاہ رسالت الحاج قبلہ پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر لکھی گئی اور آپ رحمہ اللہ نے ہی یکے بعد دیگرے اس کے دو ایڈیشن شائع فرمائے۔ اب الحمدللہ! تقریباً اڑتیس سال بعد اس کی اشاعت نو کی سعادت اس خاکسار کو حاصل ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آستانہ عالیہ مقدسہ کے تمام متوسلین پر اپنا فضل وکرم فرمائے اور ہماری اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین!!

خاکپائے اہل اللہ!!

محمد عبدالغفار نوری

24-10-2015

مقدمہ از مؤلف

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّابَعْدُ...... !

برادران ملت! اصول دین وفروع اسلام کی تبلیغ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس کے لئے عالم فاضل ہونا شرط نہیں ہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان واجب الاذعان ہے: ''بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ كَانَ اٰيَةً'' یعنی اگر آیت کا علم بھی تمہارے پاس ہو، تو وہ بھی لوگوں تک پہنچاؤ۔ ہاں! علماء پر یہ فریضہ بہ نسبت اور لوگوں کے زیادہ عائد ہوتا ہے۔ لیکن بعض اوقات میں بعض مسائل کی تبلیغ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے شارع علیہ الصلوٰۃ السلام کی طرف سے ایسے اوقات میں ان مخصوص مسائل کی تبلیغ کی زیادہ تاکید کی جاتی ہے اور فریضہ تبلیغ کے تارک پر وعید شدید بھی وارد ہوتی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے:۔

''اِذَاظَهَرَتِ الْفِتَنُ وَالْبِدَعُ وَسُبَّ اَصْحَابِيْ فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهٗ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًاوَّلَاعَدْلًا'' (طبرانی شریف)

ترجمہ: ''جب فتنے اور بدعتیں ظاہر ہوں اور میرے اصحاب کو برا کہا جائے پس جاننے والے کو چاہیے کہ اپنے علم کو ظاہر کردے اور جو شخص یہ فریضہ ادا نہ کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی اور اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کے فرض قبول کرے گا اور نہ نفل۔''

اندازہ کریں کہ علم دین جاننے والا آدمی فریضہ تبلیغ میں کوتاہی سے کتنی سخت وعید کا مستحق ٹھہرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے!! اندازہ کیجئے کہ جو لوگ ان مقدس ہستیوں کو گالیاں

دیتے ہیں وہ اللہ کے کتنے بڑے مجرم ہیں۔اور وہ کتنی لعنت خداوندی کے حق دار بنتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ہدایت عطا کرے۔آمین!!

مجھ بے بضاعت پر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک بہت بڑی نعمت یہ ہے کہ اس قحط الرجال کے زمانہ میں جہاں گندم نمائی اور جوفروشی عروج پر ہے جہاں رہبروں کے لباس میں رہزنی ہورہی ہے۔اللہ نے ایک برگزیدہ ولی کے ہاتھ پر شرفِ بیعت اور دولتِ غلامی نصیب فرمائی۔یعنی سیدی ومولائی شمس العارفین، سراج السالکین، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، یادگار اسلاف حضرت اعلیٰ شرقپوری حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم جو کہ اپنے بے مثال پیرومرشد کے صرف مرید ہی نہیں تھے بلکہ مراد تھے یعنی میرے آقا و مولیٰ حضرت پیر سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ!!!

میرے طالب علمی کے زمانے میں ہی جناب کا انتقال ہو چکا تھا شرف بیعت کی وجہ سے اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا تھا لیکن بوجہ شغل تعلیم آپ کی صحبت بابرکت سے محرومی کو اپنے آپ کے لئے بڑی بدقسمتی سمجھتا تھا۔لیکن سرکار شرقپوری اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے فیض وبرکت کے نثار جاؤں کہ سیدی ومرشدی کے بے مثل شہزادۂ معظم سیدی ومرشدی ومولائی جانشین پیر کیلانی مقبول بارگاہِ رسالت حضور قبلہ عالم پیر سید محمد باقر علی شاہ نقشبندی بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) پر ایسا کرم فرمایا کہ آپ کی صحبت بابرکت میں فیوض وبرکات ابر بہار کی طرح برسنے لگے اور سرکار اعلیٰ حضرت کے سچے جانشین اور اسلاف کی امانتوں کے امین بن کر ایسے مہکے کہ گلشن نقشبندیت پر تازہ بہار آگئی مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت کا لطف آگیا۔**الحمد للہ علی ذالک!!** خدا تعالیٰ آپ کا سایہ ہمہ پایہ جملہ اہل اسلام پر عموماً اور ہم مسکینوں پر خصوصاً قائم ودائم رکھے۔"یرحم اللہ عبداقال امینا" (ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد)

مجھ پر اللہ کا خاص کرم یہ ہوا کہ حصول علم کے بعد مجھے علی پور چٹھہ میں خطابت کی جگہ ملی جہاں سے آستانہ عالیہ صرف چار میل کے فاصلے پر ہے۔کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے۔

میکدہ کا قریب ہونا خدا کی رحمت ہے
نشہ اتار میں دیکھا تو جا کے پی لیا

قربِ مکانی کا حصول بھی میری کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ بھی ان کا ہی کرم ہے۔علی پور چٹھہ کے ایک علمی اور اہل دین گھرانے کے فرد مولوی بشیر حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے مرشدی رحمۃ اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور علی پور چٹھہ میں صحیح العقیدہ اہل سنت وجماعت مولوی کوئی نہیں تو جناب نے فرمایا کہ فکر نہ کرو مولوی پڑھ رہا ہے خود بخود آجائے گا چنانچہ جناب کے ارشاد کے مطابق میں خود بخود ہی آیا ہوں اور محض فضل خداوندی اور آستانہ عالیہ کی نوازشوں سے امن اور سکون کی زندگی گزار رہا ہوں اور حسب استعداد دین کی خدمت کر رہا ہوں، دربارِ دُربار آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف میں حاضری کی سعادت اس مسکین کو اکثر نصیب ہوتی رہتی ہے اور مرشدی روحی لہ الفداء کے بعض سفروں میں معیت بھی نصیب ہوتی رہتی ہے۔**الحمدلله علی ذالك حمدا كثيرا!!**

اس نعمت کا شکریہ ادا کرنے سے میری زبان قاصر ہے اس دور پرفتن میں ایسی صحبت با برکت کا نصیب ہو جانا خدا تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے، آستانہ عالیہ کے فیوض وبرکات اور اتباع سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا التزام اور سیدی ومولائی ومرشدی (رحمۃ اللہ علیہ) کا سراپا شفقت ورحمت بھرا اندازِ تربیت دیکھ کر بے اختیار منہ سے نکل جاتا ہے۔

اگر فردوس بروئے زمین است
ہمیں است، ہمیں است، ہمیں است

سیدی ومرشدی زیب سجادہ آستانہ عالیہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عطاؤں کا ایک خوبصورت دل آویز گلدستہ ہے جس میں قدرت کاملہ نے اتنے حسین پھول یکجا کردیئے ہیں کہ ایک ایک سے اعلیٰ نظر آتا ہے، حسن صورت، حسن سیرت، اخلاق عالیہ، اوصاف حمیدہ، توکل علی اللہ، خلق خدا پر شفقت، شوق اشاعت دین، حسن تدبیر، حلم وبردباری، ذوق عبادت، زہد عن الدنیا غرضیکہ

قدرت کاملہ نے آپ کے وجود کو اتنا مکمل بنایا ہے کہ دیکھنے والے کی نگاہیں خیرہ ہو کر رہ جاتی ہیں اور دل بے اختیار ہو کر پکار اٹھتا ہے کہ:۔

ز سر تا بقدم ہر جا کہ مے نگرم
کرشمہ دامنِ دل مے کشید کہ جا ایں جاست

اور میں تو اپنے ذوق میں کئی بار یہی مصرعہ وردِ زبان رکھتا ہوں:

''ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے''

ہاں کسی کے دل میں حسد ہو تو اور بات ہے کیونکہ اس کے متعلق شیخ سعدی رحمۃ اللہ فرما گئے ہیں:۔

چشم بد اندیش کہ بر کندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

اس میں حضور کا کوئی قصور نہیں اس لئے کہ:۔

حسود را چہ کنم کوز خور برنج درست

جناب کی خدمت عالیہ میں جتنی دیر حاضری کا موقع ملتا ہے، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک سچے جانشین کی طرح جناب کی طرف سے یہی تلقین ہوتی ہے کہ اس دورِ فتنہ و فساد میں عقائد اہل سنت و جماعت کی تبلیغ کی اشد ضرورت ہے۔ بالخصوص اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت تقدیس اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت واحترام کے متعلق تو جناب ہر محفل میں تاکیدی ارشادات فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ جناب کی اسی نیک خواہش کی تکمیل کی عملی صورت وہ لاجواب اشتہار ہے جو جناب کے صاحبزادہ مکرم فاضل معظم حضرت قبلہ سید عظمت علی شاہ صاحب المعروف قبلہ چن جی سرکار نے مرتب فرمایا ہے اور حضرت کے ذاتی خرچ پر ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر ملک کے کونے کونے میں مفت تقسیم کیا گیا۔ جس میں شیعہ مذہب کی نہایت معتبر کتابوں سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی

اللہ عنہ کے فضائل ومناقب اتنے باحوالہ بیان فرمائے ہیں کہ ہزارہا کی تعداد میں اشتہار تقسیم ہو چکا ہے لیکن آج تک کسی کو جواب کی جرات نہیں ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی۔ ان شاء اللہ!!!

سیدی مرشدی دامت برکاتہم العالیہ کے ارشاد ہدایت بنیاد پر ہی یہ کتابچہ حاضرِ خدمتِ اہل ایمان کر رہا ہوں۔

رسالہ ہذا میں جناب کے ارشاد کے مطابق مخالفین اہل سنت کی کتابوں سے ہی متعدد ایسے حوالے نقل کئے گئے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک منصف مزاج آدمی جو تعصب اور عناد سے خالی ہو یہ یقین کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی اور سیدنا شیر خدا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم یہ سب حضرات اللہ تعالیٰ کے پیارے اور برگزیدہ بندے تھے اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت مخلص ساتھی اور سچے رفیق اور انتہا درجہ کے تابعدار اور فرمانبردار تھے۔ ان حوالہ جات سے یہ بھی واضح ہوگا کہ یہ حضرات آپس میں شیر وشکر تھے۔ اور ''اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ، رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ'' کے زندہ پیکر اور اخوت اسلامیہ کی مجسم تصویر تھے خدا تعالیٰ ہر ایک کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!!!

حضرت صاحب قبلہ نے مجھے تاکیدی ارشاد فرمایا کہ کوئی بھی دل آزار اور جذبات کو ٹھیس پہنچانے والی بات نوک قلم پر نہ آنے پائے کیونکہ ہمارا مقصد کسی فرقہ یا فرد کی دل آزاری نہیں بلکہ ہمارا مقصد تو صرف صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرنا ہے۔ اس سلسلے میں جناب نے کئی مقامات پر میری غلطیوں کی اصلاح فرمائی اور بعض مقامات پر کچھ قیمتی اضافے فرمائے۔ بہر صورت میں نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ کوئی سخت بات تحریر میں نہ آنے پائے پھر بھی اگر ایسی بات آگئی ہے تو مجھ سے سہو ہو گیا ہے جس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔

برادرانِ اسلام! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:۔

"فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا" (النساء:۵۹)

ترجمہ: "پس اگر تم کسی بات کے بارے میں جھگڑ پڑو، تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ۔ اگر تم اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہت بہتر اور اچھا ہے۔"

ہم بھی اسی ارشادِ خداوندی کے پیش نظر زیر بحث مسئلہ یعنی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذوات قدسیہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے ہیں یعنی قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ طلب کرتے ہیں۔

خیر امت کون؟

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ" (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: "تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ خود صحابۂ کرام کو مخاطب کر کے ان کی تعریف فرماتا ہے کہ اے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم آج تک جتنی امتیں خلق خدا کی ہدایت کے لئے نکالی گئی ہیں تم ان سب سے بہتر ہو اور تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور خود بھی اللہ تعالیٰ پر پورا پورا ایمان رکھتے ہو۔ اب سنیئے! فریق مخالف کی معتبر تفسیر مجمع البیان:۔

"وَاخْتُلِفَ فِی الْمَعْنٰی فَقِيْلَ هُمُ الْمُهَاجِرُوْنَ خَاصَّةً وَقِيْلَ هُوَ خِطَابٌ

لِلصَّحَابَةِ وَلٰكِنَّهٗ يَعُمُّ سَائِرَ الْاُمَّةِ" (تفسیر مجمع البیان جلد دوم صفحہ ۳۲۵)

ترجمہ: "یعنی اس آیت کے معنی میں اختلاف ہوا ہے بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد صرف مہاجرین ہی ہیں بعض نے کہا ہے کہ خطاب تو صرف صحابہ کو ہے لیکن باقی امت بھی اس میں شامل ہے۔"

اگر اس سے مراد صرف مہاجرین ہوں یا تمام اصحاب رسول دونوں صورتوں میں اصحاب رسول کا خیر امت ہونا قرآن سے ثابت ہوا اب جو ان کو برا کہے تو وہ قرآن مجید کا منکر ہوا یا نہیں؟ آپ خود فیصلہ کریں۔

کیا صحابہ کو ان کی لغزشوں کی گرفت ہوگی؟

"فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِيْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ" (آل عمران:۱۹۵)

ترجمہ: "تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میرے راستے میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے ضرور ان کے سب گناہ اتار دوں گا اور ضرور انہیں ایسے باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اللہ کے پاس ثواب ہے اور اللہ ہی کے اس کا اچھا ثواب ہے۔"

اس آیت نے تو فیصلہ فرما دیا کہ مہاجرین میں سے اگر کسی سے بتقاضائے بشریت کوئی گناہ سرزد ہو بھی گیا تو ان کی خدمات جلیلہ کے صلہ میں ہم ان کے تمام گناہ معاف فرمائیں گے اور ہم انہیں ضرور جنت میں داخل کریں گے تم آج تک ان کی غلطیاں تلاش کرتے پھرتے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ آج سے چودہ سو سال پہلے ان کے تمام گناہ معاف کرنے اور انہیں جنت میں داخل کرنے کا وعدہ فرما چکا ہے اگر تمہیں خدا تعالیٰ کے وعدہ پر بھی یقین نہیں تو اپنے آپ کو مومن کہلانا چھوڑ دو کیونکہ مومن کا معنی ہے خدا کی بات پر یقین کرنے والا تو ثابت ہوا کہ مومن وہی

ہے جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنتی مانے اور جو ان کو جنتی نہیں مانتا وہ مومن نہیں کچھ اور ہی ہوگا۔ خدا تعالیٰ ہدایت عطا کرے۔

اللہ تعالیٰ کن لوگوں پر راضی ہے؟

۳۔ "وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ" (التوبہ:۱۰۰)

ترجمہ: "اور سب سے اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کیلئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں ہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔"

اس ارشاد خداوندی نے تین ایسے گروہ بیان فرمائے ہیں جن پر اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور ان کیلئے اللہ تعالیٰ نے جنت تیار کی ہے اور وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے:۔

1۔ مہاجرین میں اول اول اسلام لانے والے لوگ۔

2۔ انصار یعنی مدینہ طیبہ کے لوگ جنہوں نے مہاجرین کی مدد کی تھی۔

3۔ جو لوگ بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے۔

اب تم غور کرو! کیا تم مہاجر ہو؟ جنہیں مکہ مکرمہ سے دین حق قبول کرنے کی وجہ سے نکالا گیا؟ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے اور تم انصار بھی نہیں ہو جنہوں نے مدینہ طیبہ میں مہاجرین کی مدد کی تھی۔ رہا تیسرا گروہ یعنی جن لوگوں نے مہاجرین وانصار کی بھلائی کے ساتھ پیروی کی تو تیسرے گروہ میں وہی لوگ شامل ہو سکتے ہیں جو اصحاب رسول کو بھلائی کے ساتھ یاد کریں۔ ظاہر بات ہے کہ اس جنتی گروہ میں وہ لوگ شامل نہیں ہو سکتے ہیں جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو برائی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہدایت عطا کرے۔

کیا حضرات خلفاء ثلاثہ کی بے ادبی پر امام خوش ہوتے ہیں؟

شیعہ کے نامور محدث صاحب الفصول نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

"اَنَّهٗ قَالَ لِجَمَاعَةٍ خَاضُوْا فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ اَلَا تُخْبِرُوْنِيْ اَنْتُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالُوْا لَا قَالَ فَاَنْتُمُ الَّذِيْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ قَالُوْا لَا قَالَ اَمَّا اَنْتُمْ فَقَدْ بَرِئْتُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا اَحَدَ هٰذَيْنِ الْفَرِيْقَيْنِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّكُمْ لَسْتُمْ مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا"

ترجمہ: "یہ بات آپ نے ایک گروہ سے فرمائی جو حضرات ابو بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کی برائی کر رہے تھے مجھے بتاؤ کیا تم ان مہاجرین میں سے ہو جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکالے گئے وہ اللہ کا فضل اور رضا طلب کرتے ہیں اور اللہ ورسول کی مدد کرتے ہیں انہیں نے کہا: نہیں! فرمایا: کیا پھر تم وہ ہو جنہوں نے پہلے سے اسی شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا۔ دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے۔ انہوں نے کہا: نہیں! فرمایا پہلے دو گروہوں میں سے نہ ہونے کا تم اقرار کر چکے ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان سے بھی نہیں ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمایا ہے اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھو۔"

"الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ" (الحج:۴۰)

ترجمہ: "اور وہ اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اتنی بات پر کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔"

اس آیت کریمہ نے واضح فرمادیا کہ اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت صرف اللہ کیلئے تھی اس میں اور کوئی غرض ہرگز شامل نہ تھی۔

بیعت الرضوان والے کون لوگ ہیں؟

۵۔ "لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا، وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا، وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً تَاْخُذُوْنَھَا فَعَجَّلَ لَکُمْ ھٰذِہٖ وَکَفَّ اَیْدِیَ النَّاسِ عَنْکُمْ وَلِتَکُوْنَ اٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَیَھْدِیَکُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا وَّاُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْھَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰہُ بِھَا" (الفتح: ۱۸تا۲۱)

ترجمہ: "بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں اور اللہ عزت وحکمت والا ہے اور اللہ نے وعدہ کیا ہے تم سے بہت سی غنیمتوں کا جو تم لوگے تو تمہیں یہ جلد عطا فرمادی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک لئے اور اس لئے کہ ایمان والوں کے لئے نشانی ہو اور تمہیں سیدھی راہ دکھادے اور ایک اور جو تمہارے کنٹرول میں نہ تھی وہ اللہ کے قبضہ میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس آیت کریمہ پر غور کیجئے کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں پر اللہ راضی ہوا اور ان کے دلوں کے اخلاص وایمان کو جانا پس انہیں بطورِ انعام فتح قریب عطا فرمائی اور بہت سی غنیمتیں بھی عطا فرمائیں اور آئندہ بھی غنائم کثیرہ عطا کرنے کا وعدہ فرمایا اور صراط مستقیم پر چلانے کی ذمہ داری قبول فرمائی۔

اب دیکھئے! جن بیعت کرنے والوں پر خدا تعالیٰ اپنی رضا کی قیمتی سند نازل فرما رہا ہے وہ

کون لوگ تھے؟ وہی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اس میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے بعداز وصال رسول حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی گو کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس وقت سفیر رسول بن کر مکہ مکرمہ میں کفار کے پاس تھے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے اپنے ایک مبارک ہاتھ کو دوسرے مقدس ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: "ھٰذِہٖ یَدِیْ وَھٰذِہٖ یَدُ عُثْمَانَ" یعنی اوپر والا ہاتھ میرا ہے اور میرا نیچے والا ہاتھ عثمان کا ہے، کہہ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی اس رضائے الٰہی کی نعمت لامتناہی میں شامل فرمالیا۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس بشارت عظمیٰ میں شامل نہ مانیں تو پھر بتاؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کا فائدہ کیا ہوا؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور دیگر چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو اس بیعت میں شامل تھے سب پر خدا تعالیٰ راضی ہوا۔ اور سب کو غنائم کثیرہ کا وعدہ دیا جو حضرات ابوبکر صدیق، فاروق اعظم، عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ادوار مقدسہ میں روم، ایران، افریقہ، مصر اور دیگر ممالک کی فتح کی شکل میں ظہور پذیر ہوئیں اور یَھْدِیَکُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا کا مظہر بن کر یہ حضرات قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے ہدایت کے ستارے بنے اگر ان کے دلوں میں نفاق ہوتا تو خدا تعالیٰ ہرگز ان پر راضی نہ ہوتا اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے یہ وعدہ یوں ہی نہیں فرمایا بلکہ میں نے ان کے دلوں کے اخلاص اور صدق ایمان کو جان کر ان انعامات سے نوازا ہے۔ خدا تعالیٰ تو ان کو مومن مخلص اور صراط مستقیم پر چلنے والے فرمائے پھر کسی باایمان میں تو یہ ہمت نہیں پڑتی کہ ان مقدس ہستیوں کو برا کہے اور دامنِ رسول میں آرام فرمانے والوں پر تبرا بازی کرے اور رحمۃً للعلمین کی آغوش مبارک میں محوخواب نفوس قدسیہ پر لعنت بھیجے ہاں جو بدنصیب یہ فعل شنیع (برا) کرے وہ خود ہی لعنت کا حقدار بن کر غضب الٰہی کو دعوت دیتا ہے اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ عطا کرے۔

سچے مومن کون ہیں؟

۶۔ "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ" (التوبہ:۷۴)

ترجمہ: ''اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں ان کیلئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔''

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے مخالفین اصحاب رسول کے تمام شبہات کو رد فرما کر فرما دیا کہ تمام مہاجرین اور انصار سچے مومن ہیں ان کے ایمان میں کوئی شک وشبہ نہیں اگر ان میں سے بعض سے کوئی غلطیاں بھی ہو جائیں تو تمہیں نکتہ چینی اور اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ ان کے لئے بخشش ہے۔ ظاہر ہے کہ مغفرت کا تعلق خطاؤں سے ہی ہوتا ہے جب قرآن ان کی خطاؤں کی بخشش کی گواہی دے رہا ہے تو پھر ان کی خطاؤں کا ذکر وہی کرے گا جس کا خود قرآن پر ایمان نہ ہوگا کیونکہ معاف شدہ خطاؤں پر جب خدا تعالیٰ کی طرف سے گرفت نہیں ہوتی تو کسی انسان کو گرفت کرنے کا کیا حق ہے؟ لہٰذا جو لوگ اصحاب رسول کے عیب جو اور نکتہ چین ہیں وہ در حقیقت خدا کے حکم کی نافرمانی کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو اصحاب رسول کی ممکنہ خطاؤں کو بھی معاف کرنے کا اعلان کرتا ہے اور اعلان بھی قرآن مجید میں جو ہمیشہ پڑھا جائے گا اور یہ شخص پھر بھی اصحاب رسول کی مذمت اور عیب جوئی کر رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر حکم نہ کرے تو وہ کافر ہے۔ اب اصحاب رسول کے نکتہ چینوں کو سوچنا چاہئے کہ ان کا مقام اور ٹھکانا کہاں ہے؟

صاحب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟

"اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" (التوبہ:۴۰)

ترجمہ: ''اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی

شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا۔ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

مذکورہ بالا آیت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بہت سے فضائل ثابت ہوتے ہیں اول یہ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے پر کفار مکہ نے اتفاق کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ارادۂ بد سے آگاہ فرمایا اور ہجرت کا حکم فرمایا ایسے نازک وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحکم خدا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا ہمراہی بناتے ہیں اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دل ایمان کے نور سے منور نہ ہوتا تو ایسے پر خطر وقت میں کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیتے اور کسی حیلہ بہانے سے ٹال دیتے اسی طرح اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اخلاص اور وفاداری پر پورا اعتماد نہ ہوتا تو اتنے نازک اور پر خطر موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نہ چلتے۔ اللہ تعالیٰ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفاقت ایسی پسند آئی کہ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت کا ذکر فرمایا وہاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفاقت کا ذکر بھی فرمایا اور یہ شرف صرف حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے حصہ میں ہی آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب فرمایا۔ پھر ارشاد ہے: ''لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا''، یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا غم نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے یعنی جس طرح مجھے معیت خداوندی حاصل ہے اس طرح تجھے بھی یہ دولت عظمیٰ حاصل ہے جس طرح اللہ تعالیٰ میرا حامی و ناصر ہے اسی طرح تیرا بھی حامی و ناصر ہے۔

رسالہ ہذا کے اختصار کے پیش نظر یہاں صرف سات آیات نقل کی ہیں۔ ورنہ قرآن مجید تو مدح اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرا پڑا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

جس کو خدا تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پسند کریں اور صحابہ کرام میں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پسند کریں اور ائمہ اہل بیت میں سے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پسند کریں اگر کوئی پھر بھی اس کو ناپسند کرے تو بدقسمتی کی انتہا ہے۔

اب فریق مخالف کی مزید تسلی کیلئے ان کی اپنی کتابوں سے چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں مقصد کسی کو الزام دینا نہیں بلکہ محض بطور خیر خواہی گم گشتہ راہ لوگوں کی راہنمائی مقصود ہے شاید کوئی بھٹکا ہوا راہی راہ راست پر آجائے اور محبوبانِ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی سے اپنے آپ کو بچا کر نجات اخروی کا حقدار بن جائے اگر ایک آدمی کو بھی ہدایت نصیب ہوگئی تو ہم اپنی کوشش میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات!!!

خلافت حقہ کی پہچان:

شیعہ حضرات عوام اہل سنت سے کہا کرتے ہیں کہ اصحاب ثلاثہ کو چونکہ مہاجرین وانصار نے منتخب کیا تھا لہٰذا وہ لوگوں کے بنائے ہوئے خلیفے ہیں اور خلیفہ وہ ہوتا ہے جس کو خود خدا تعالیٰ نامزد کرے۔ آیئے! اس بات کا فیصلہ بھی حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے کرواتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

۱۔ "اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَّسَمَّوْهُ اِمَامًا كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًا" (نہج البلاغۃ جلد ۳ صفحہ ۸)

یعنی امر خلافت کے بارے میں مشورہ کا حق صرف مہاجرین اور انصار کو ہے پس اگر مہاجرین اور انصار کسی شخص پر متفق ہو جائیں اور اس کو امامت کیلئے نامزد کریں تو یہ آدمی اللہ کا پسندیدہ امام اور رسول کا خلیفہ برحق ہوگا۔

اب روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ اصحاب ثلاثہ حق کے امام اور خدا اور رسول کے پسندیدہ خلیفہ تھے آج اگر کوئی ان کی خلافت کا انکار کرتا ہے تو ان کا تو کچھ نہیں بگڑتا وہ تو اپنے

اپنے وقت پر خلیفہ بنے اور بلند مراتب حاصل کر کے ہمیشہ کے لئے آغوش رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آرام فرما ہیں انکار کرنے والا حق کا انکار کر کے اپنا دین برباد کر رہا ہے، خدا تعالیٰ صراط مستقیم پر چلنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بالایمان فرمائے، آمین!!

اسلام میں سب سے افضل کون ہیں؟

"وَكَانَ اَفْضَلُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ كَمَا زَعَمْتَ وَاَنْصَحُهُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ الْخَلِيْفَةَ الصِّدِّيْقَ وَخَلِيْفَةَ الْخَلِيْفَةِ الْفَارُوْقَ وَلَعُمْرِيْ اِنَّ مَكَانَهُمَا فِي الْاِسْلَامِ لَعَظِيْمٌ وَّاِنَّ الْمُصَابَ بِهِمَا لَجُرْحٌ فِي الْاِسْلَامِ شَدِيْدٌ يَرْحَمُهُمَا اللّٰهُ وَجَزَاهُمَا بِاَحْسَنِ مَا عَمِلاً" (ابن میثم جزو ۱۳ صفحہ ۴۸۶)

ترجمہ: "اور اسلام میں سب سے افضل اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اخلاص رکھنے میں سب سے بڑھ کر جیسا کہ تو نے بیان کیا خلیفہ صدیق تھے اور خلیفہ کے خلیفہ فاروق اعظم تھے اور قسم ہے مجھے اپنی جان کی اور بتحقیق ان دونوں کا مقام اسلام میں بڑا ہے بتحقیق ان کی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا، اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت نازل کرے اور ان کو ان کے اچھے کاموں پر جزائے خیر دے۔"

امام مصلائے رسول:

"وَاِنَّا نَرٰی اَبَابَكْرٍ اَحَقَّ النَّاسِ بِهَا اِنَّهٗ لَصَاحِبُ الْغَارِ وَثَانِيَ اثْنَيْنِ وَاِنَّا لَنَعْرِفُ لَهٗ فَضْلاً وَّلَقَدْ اَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوةِ وَهُوَ حَيٌّ" (شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید جز ۶ صفحہ ۲۹۳)

ترجمہ: "اور بے شک ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلافت کا سب سے زیادہ حقدار جانتے ہیں کیونکہ وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یار غار ہیں اور غار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے تھے اور ہم آپ کی بزرگی مانتے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں امامت نماز کا حکم دیا تھا۔"

رفیقِ ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم؟

واقعہ ہجرت کو ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفر ہجرت میں اپنا ساتھی بنانے کا حکم فرمایا دوران سفر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی جان نثاری اور فدا کاری کے ساتھ خدمت کی جس کی مثال ملنا نہ صرف مشکل بلکہ محال ہے۔

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تمام اصحاب ہجرت کر چکے ہیں، صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باقی تھے ایک بستر رسول پر آرام فرمانے کیلئے اور اہل مکہ کی امانتیں ادا کرنے کیلئے دوسرے اللہ کے رسول کی حفاظت اور آرام پہنچانے کیلئے صدیق اور علی رضی اللہ عنہما دونوں ہی امین تھے ایک کے سپرد اہل مکہ کی امانتیں ہوئی ہیں اور دوسرے کے سپرد اللہ تعالیٰ کی امانت یعنی ذات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوری دیانت کے ساتھ مکہ والوں کو ان کی امانتیں واپس کیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی امانت کو پوری حفاظت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچایا کسی نے سچ کہا ہے۔

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی ابوبکر و عمر، عثمان و علی
ہم مسلک ہیں یاران نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

حبیب خدا چوں بدید آں ستم — چنیں دار فرمان ز لطف و کرم
کہ اصحاب ہجرت بہ یثرب کنند — نہاں یکیک از چشم اعدا روند
نہاوند یاراں بفرمان قدم — برفتند پنہاں بدنبال ہم
بدیں گونہ رفتند یاراں تمام — علی ماند ابوبکر و خیر الانام

ترجمہ: ''جب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کا ظلم دیکھا تو اصحاب سے فرمایا کہ پوشیدہ طور پر ایک ایک دو دو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جاؤ، چنانچہ حسب

الارشاد تمام اصحاب ہجرت کر گئے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مکہ میں رہ گئے۔''

(حملہ حیدری مطبع سلطانی جلد اول صفحہ ۴۳)

اللہ کے رسول ابوبکر کے دروازے پر اور صدیق کی بے مثال قربانیاں:

ز نزدیک آں قوم پر مکر رفت — بسوئے سرائے ابوبکر رخت
پئے ہجرت او نیز آمادہ بود — کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
نبی بر درِ خانہ اش چوں رسید — بگوشش ندائے سفر در کشید
چو بوبکر زاں حال آگاہ شد — ز خانہ برد نرفت ہمراہ شد
گرفتند پس راہ یثرب بہ پیش — نبی کند نعلین از پائے خویش
بسر پنجہ آں راہ رفتن گرفت — پئے خود ز دشمن نہفتن گرفت
چوں رفتند چندی زواماں دشت — قدوم فلک سائے مجروح گشت
ابوبکر انگد بدوشش گرفت — ولے زیں حدیث است جائے شگفت
بدیدند غارے دراں تیرہ شب — کہ خواندے عرب غار ثورش لقب
گرفتند در جوز آں غار جا — ولے پیش بنہاد ابوبکر پا
بہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید — قبا را بدرید آں را بچید
بدیں گونہ تا شد تمام آں قبا — یکے رخنہ نگرفتہ ماند از قضا
برآں رخنہ گویند آں یار غار — کف پائے خود را نمود استوار

ترجمہ: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے آپ بھی ہجرت کے لئے تیار تھے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو پہلے ہی باخبر کیا ہوا تھا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے تو ان کو ندائے سفر دی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوراً گھر سے نکل کر ہمراہ ہوئے اور

مدینہ کے راستہ پر چل پڑے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نعلین اتار دی اور پاؤں کے پنجے کے بل چلنے لگے تا کہ کفار پاؤں کے نشان دیکھ کر پہچان نہ لیں، تھوڑی دیر چلنے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک زخمی ہو گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے کندھے پر اٹھالیا اور غارِ ثور تک پہنچے اس غار میں ٹھہرنے کا پروگرام بنا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے اندر داخل ہوئے اور غار کو صاف کیا اور اس کے سوراخوں کو اپنی قبا کے ٹکڑوں سے بند کیا ایک سوراخ بچا تو اس میں اپنا پاؤں رکھ دیا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اندر بلایا۔"

(حملہ حیدری مطبع سلطانی صفحہ ۴۷ تا ۴۸)

میزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کون؟

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صرف خود ہی خدمت نبوت میں مصروف نہ تھے بلکہ غار کی تین شبانہ روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے کھانا تیار ہو کر جاتا اور آپ کا بیٹا روزانہ بوقت شام تازہ کھانا بھی حاضر کرتا اور دن بھر کی تمام خبریں بھی پیش کرتا، حملہ حیدری سے ہی سنئے اور سر دھنئے:

بغار اندروں تا سہ روز و سہ شب   بسر برد آں شہ بفرمان رب
شدی پور بوبکر ہنگام شام   بہ بروی در آں غار آب و طعام
نمودی ہم از حال اصحاب شر   حبیب خدائی جہاں را خبر

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے فرمان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین راتیں اور تین دن غار میں گزارے اس عرصہ میں حضرت ابوبکر کا بیٹا بوقت شام تازہ کھانا بھی حاضر کرتا اور کفار کی دن بھر کی خبریں بھی پیش خدمت نبوی کرتا۔" (حملہ حیدری جلد اول ۴۸)

پھر تیسرے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل بوقت سحر دو اونٹنیاں حاضر کرو جن پر ہم سوار ہو کر سفر ہجرت کریں، چنانچہ یہ انتظام بھی

حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے ہی کیا۔ سنئے حملہ حیدری:

ہجرت کے لئے سواری کا انتظام کس نے کیا؟

نبی گفت پس پسر بوبکر را   کہ چوں پدر بود اہل صدق و صفا
دو جمازہ باید کنوں راہ دار   کہ ما را رساند بہ یثرب دیار
ازو جملہ وار ایں سخن چو شنود   دو جمازہ دو دم مہیا نمود
بصبح چہارم بر آمد ز غار   دو جمازہ آوردہ بد جملہ وار
نشت از بر یک شتر شاہ دین   ابوبکر را کرد باخود قرین

ترجمہ: "پھر تین دن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو حکم دیا کیونکہ وہ بیٹا بھی باپ کی طرح اہل صدق وصفا تھا کہ کل دو اونٹنیاں ہمارے سفرِ یثرب کیلئے پیش کرو، چنانچہ چوتھی صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار سے نکلے تو دونوں اونٹنیاں حاضر تھیں تو ایک پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ سوار کیا۔"

(حملہ حیدری جلد اول صفحہ ۴۸ تا ۴۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حامی سنت یا مخالف سنت؟

"وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلّٰهِ بِلَادُ فُلَانٍ فَقَدْ قَوَّمَ الْاَوَدَ وَدَاوَى الْعَمَدَ وَخَلَّفَ الْفِتْنَةَ وَاَقَامَ السُّنَّةَ ذَهَبَ نَقِيَّ الثَّوْبِ قَلِيْلَ الْعَيْبِ اَصَابَ خَيْرَهَا وَسَبَقَ شَرَّهَا اَدّٰى اِلَى اللّٰهِ طَاعَةً وَاتَّقَاهُ بِحَقِّهٖ" (نہج البلاغۃ جلد ۲ صفحہ ۲۴۹)

ترجمہ: "اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شہروں میں برکت دے بیشک انہوں نے کجی کو سیدھا کیا اور بیماری کی دوا کی اور فتنوں سے پہلے چلے گئے اور سنت کو قائم کیا بالکل صاف اور بے عیب دنیا سے چلے گئے خلافت کی خوبیاں حاصل کر گیا اللہ تعالیٰ

کی فرمانبرداری کا حق ادا کیا اور اللہ تعالیٰ سے پوری طرح ڈرتے رہے۔'' شارحین نہج البلاغہ نے لکھا ہے کہ اس جگہ فلاں سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (شرح نہج البلاغہ درہ نجفیہ صفحہ ۲۵۷، فیض الاسلام شرح نہج البلاغہ صفحہ ۷۱۲)

دین اسلام کو قائم کرنیوالے حضرت عمر رضی اللہ عنہ:

نہج البلاغہ کے اندر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

''وَوَلِيَهُمْ وَالٍ فَاَقَامَ وَاسْتَقَامَ حَتّٰى ضَرَبَ الدِّيْنُ بِجِرَانِهٖ'' (نہج البلاغہ صفحہ ۲۶۳)

ترجمہ: ''اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے والی بنے پس آپ نے دین کو قائم کیا اور خود سیدھے چلے یہاں تک کہ دین اپنی بنیاد پر مضبوطی سے قائم ہوگیا۔''

یہاں بھی والی سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں حوالہ کیلئے دیکھو:

(نہج البلاغہ کے شیعہ شارحین درہ نجفیہ صفحہ ۳۹۳، فیض الاسلام صفحہ ۱۲۹۰)

خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے دربار کے قاضی القضاۃ:

حضرات اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے دور میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بطور مشیر اور قاضی اور مفتی کے پوری ہمدردی اور اخلاص کے ساتھ دربار خلافت میں رونق افروز نظر آتے ہیں اور اصحاب ثلاثہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بہت زیادہ اعزاز و اکرام کرتے تھے:

''اَنَّ اَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ وَّعُثْمَانَ كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ الْحُدُوْدَ اِلٰى عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ'' (جعفریات مطبوعہ طہران صفحہ ۱۳۳)

ترجمہ: ''تحقیق حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے حدود کے فیصلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر رکھے تھے۔''

اس سلسلہ میں شیعہ کی کتابوں سے ایک فیصلہ سنیئے اور دربار خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام دیکھئے۔

دربار عمر رضی اللہ عنہ میں مرتضوی فتوی پر فیصلہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لوطی کو پکڑ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے فیصلہ کیلئے پیش کیا گیا اس وقت دربار خلافت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور بہت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان موجود تھے اس کی سزا کے متعلق مشورہ شروع ہوا تو آخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''مَاتَقُوْلُ يَا اَبَا الْحَسَنِ قَالَ اِضْرِبْ عُنُقَهٗ فَضَرَبَ عُنُقَهٗ قَالَ اُدْعُ بِحَطَبٍ قَالَ فَدَعَا عُمَرُ بِحَطَبٍ فَاَمَرَ بِهٖ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاُحْرِقَ''

(الاستبصار جلد ۴ صفحہ ۲۱۹)

ترجمہ: ''اے ابوالحسن اس بارے میں آپ کیا فیصلہ دیتے ہیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی گردن اڑا دو پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن کٹوا دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لکڑیاں منگواؤ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکڑیاں منگوائیں پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس کو جلا دیا گیا۔''

غور فرمائیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دربار میں سرکار مرتضوی کا کیا اعزاز تھا کہ مشورہ سب سے لیا لیکن فیصلہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے فتوی پر دیا اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دربار خلافت کی مجلس مشاورت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مقام مشیرِ اعظم اور وزیر اعظم کا تھا کہ مشورہ میں سب شامل ہیں لیکن مشیر اعظم کے مشورے کے بعد دوبارہ کسی سے مشورہ طلب نہیں کرتے بلکہ فیصلہ کا اختیار ان کو دیتے ہیں اور حضرت امیر حکم شرعی کا نفاذ فرماتے ہیں کیا کوئی بادشاہ اپنے کسی دشمن کو یہ اعزازی مقام دے سکتا ہے؟ غور فرمائیں خدا کا خوف کرو اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت دے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے فضیلت مرتضوی کا اعلان عام:

اس سے بھی بڑھ کر دیکھئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں یہ حکم دے رکھا تھا کہ

''لَا يُفْتِيَنَّ اَحَدٌ فِى الْمَسْجِدِ وَعَلِيٌّ حَاضِرٌ'' (حق الیقین جلد اول صفحہ ۱۷۴)

ترجمہ: ’’حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی کوئی شخص بھی مسجد میں فتویٰ نہ دے۔‘‘

اس حکم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کتنا اخلاص حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے جس کی تذلیل مقصود ہو۔ کیا اس کے لئے ایسا حکم دربار خلافت سے جاری ہوسکتا ہے؟ آپ خود فیصلہ فرمائیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہر موقع پر نہایت ہمدردانہ اور مخلصانہ مشوروں سے نوازا، چنانچہ نہج البلاغہ کی ایک عبارت مع ترجمہ پیش کرتا ہوں:

’’وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْشَاوَرَهٗ عُمَرُابْنُ الْخَطَّابِ فِي الْخُرُوْجِ اِلٰى غَزْوَةِالرُّوْمِ بِنَفْسِهٖ وَقَدْتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِاَهْلِ هٰذَاالدِّيْنِ بِأَعْزَازِ الْحِرْزَةِوَسِتْرِالْعَوْرَةِوَالَّذِىْ نَصَرَهُمْ وَهُمْ قَلِيْلٌ لَايَنْتَصِرُوْنَ مَنَعَهُمْ وَهُمْ قَلِيْلٌ وَلَايَمْنَعُوْنَ حَيٌّ لَايَمُوْتُ اِنَّكَ مَتٰى تَسِيْرُاِلٰى هٰذَاالْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ فَتَلْقَهُمْ فَتَنْكِبُ لَاتَكُنْ لِلْمُسْلِمِيْنَ كَانَفَةٍدُوْنَ اَقْصٰى بِلَادِهِمْ لَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُوْنَ اِلَيْهِ فَابْعَثْ اِلَيْهِمْ رَجُلًامُجَرَّبًا وَّ اَحْضِرْ مَعَهٗ اَهْلَ الْبَلَاءِ والصُّحْبَةِفَاِنَّ اَظْهَرَاللّٰهُ فَذٰكَ مَاتُحِبُّ وَاِنْ تَكُنِ الْاُخْرٰى كُنْتَ رِدْءًلِلنَّاسِ وَمَثَابَةً لِلْمُسْلِمِيْنَ‘‘ (نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۲۴)

ترجمہ: ’’حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ کلام اس وقت کا ہے جب آپ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رومیوں سے لڑنے کیلئے بہ نفس نفیس جہاد پر نکلنے کے بارہ میں مشورہ طلب کیا، بے شک اللہ اس دین والوں کیلئے ذمہ دار ہے ان کی جماعت کو عزت دینے اور ان کی کمزوریوں کو چھپانے کا جس نے ان کو اس حال میں مدد دی جب وہ قلیل تھے بدلہ نہ لے سکتے تھے اور اس حال میں ان کو محفوظ رکھا کہ وہ کم تھے محفوظ نہ رہ سکتے تھے وہ اللہ اب بھی زندہ ہے تحقیق جس وقت آپ اس دشمن کے سامنے خود جائیں گے اور خود ان سے مقابلہ کریں گے تو اگر آپ کہیں شہید ہوگئے تو پھر مسلمانوں کو کوئی جائے پناہ ان کے آخری شہروں تک کہیں نہیں ملے گی آپ

کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں جس کی طرف مسلمان رجوع کریں لہٰذا آپ ان کی طرف کسی تجربہ کار مرد کو بھیجیں اور اس کے ساتھ آزمودہ کار اور خیر خواہ لوگوں کو بھیجیں، پھر اگر اللہ تعالیٰ ان کو غلبہ عطا کرے تو یہی آپ کا مقصود ہے اگر خدانخواستہ کوئی دوسری صورت ہوئی تو آپ مسلمانوں کیلئے جائے پناہ اور ان کا مرجع ہیں۔

نوٹ: مذکورہ بالا مشورہ جنگ روم کے موقعہ پر تھا۔

جنگ فارس کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشورہ ملاحظہ فرمائیں:

’’وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِعُمَرَابْنِ الْخَطَّابِ وَقَدِاسْتَشَارَهٗ فِىْ غَزْوِ الْفُرْسِ لِلْخُرُوْجِ بِنَفْسِهٖ اَنَّ هٰذَاالْاَمْرَلَمْ يَكُنْ نَصْرُهٗ وَلَاخُذْلَانُهٗ بِكَثْرَةٍ وَّلَاقِلَّةٍوَّهُوَدِيْنُ اللّٰهِ الَّذِىْ اَعَدَّهٗ وَاَمَدَّهٗ حَتّٰى بَلَغَ مَابَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُ مَاطَلَعَ وَنَحْنُ عَلٰى مَوْعُوْدٍمِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مُنْجِزٌوَعْدَهٗ وَنَاصِرٌ جُنْدَهٗ وَمَكَانُ الْقَيِّمِ بِالْاَمْرِمَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخِرْزِيَجْمَعُهٗ وَيَضُمُّهٗ فَاِذَاانْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخِرْزُوَذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيْرِهٖ اَبَدًاوَالْعَرَبُ الْيَوْمَ وَاِنْ كَانُوْاقَلِيْلًافَهُمْ كَثِيْرُوْنَ بِالْاِسْلَامِ عَزِيْزُوْنَ بِالْاِجْتِمَاعِ فَكُنْ قُطْبًا وَاسْتَدِرِالرَّحٰى بِالْعَرَبِ وَاَصْلِعْهُمْ دُوْنَكَ نَارَالْحَرَبِ فَاَنَّكَ اِنْ شَخَّصْتَ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ اِنْتَقَضَتْ عَلَيْكَ الْعَرَبُ مِنْ اَطْرَافِهَاوَ اَقْطَارِهَاحَتّٰى يَكُوْنَ مَاتَدَعُ مِنَ الْعَوْرَاتِ اَهَمَّ اِلَيْكَ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكَ اَنَّ الْاَعَاجِمَ اَنْ يَّنْظُرُوْااِلَيْكَ غَدًايَقُوْلُوْاهٰذَااَصْلُ الْعَرَبِ فَاَذَا قَطَعْتُمُوْهُ اِسْتَرَحْتُمْ فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ اَشَدَّبِكَلْبِهِمْ عَلَيْكَ وَطَمْعِهِمْ فِيْكَ فَاَمَّامَاذَكَرْتَ مِنْ مَسِيْرِالْقَوْمِ اِلٰى قِتَالِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ هُوَاَكْرَهُ لِمَسِيْرِهِمْ مِنْكَ وَهُوَاَقْدَرُعَلٰى تَغْيِيْرِمَايَكْرَهُ وَاَمَّامَا ذَكَرْتَ مِنْ عَدَدِهِمْ فَاِنَّالَمْ نُقَاتِلْ فِيْمَامَضٰى بِالْكَثْرَةِوَاِنَّمَا كُنَّانُقَاتِلُ

بِالنَّصْرِ وَالْمَعُوْنَةِ" (نہج البلاغۃ جلد۲ صفحہ ۳۹)

ترجمہ: "جناب امیر علیہ السلام کا کلام ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جبکہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کیا ایران کی لڑائی میں خود اپنے جانے کے متعلق بتحقیق اس کام کی فتح وشکست کثرتِ لشکر اور قلت سے نہیں وہ اللہ کا دین ہے جس کو اس نے غالب کیا اور یہ اللہ کا لشکر ہے جس کو اس نے تیار کیا اور مدد لی یہاں تک پہنچا جہاں تک کہ پہنچا اور طلوع ہوا، جہاں سے طلوع ہوا ہم لوگوں سے اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کا مددگار ہے اور خلیفہ کی وہ حیثیت ہوتی ہے جو ہار کے دانوں میں دھاگے کی ہوتی ہے کہ وہ دھاگہ ان سب دانوں کو جمع کئے ہوئے ہے اور ملائے ہوئے رہتا ہے اگر دھاگہ کٹ جائے تو سب دانے منتشر اور متفرق ہوجاتے ہیں، پھر کبھی سارے کے سارے جمع نہیں ہوتے اہل عرب آج اگر تعداد میں کم ہیں مگر اسلام کے سبب سے کثیر ہیں باہمی اتحاد کے باعث باعزت ہیں پس آپ قطب بن کر چکی کو عرب سے گردش دیجئے اور دوسرے لوگوں کو آتش حرب میں ڈالئے خود نہ پڑیئے کیونکہ اگر آپ اس سرزمین سے اٹھے تو تمام عرب ہر طرف سے آپ پر پروانوں کی طرح ٹوٹ پڑیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ مدینہ خالی ہوجائے گا اور اپنے پیچھے کے جن مقامات کو آپ بے حفاظت چھوڑ جائیں گے وہ سامنے کی لڑائی سے زیادہ اہم ہوجائیں گے، پھر دوسری بات یہ کہ عجمی لوگ جب آپ کو میدان جنگ میں دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ شخص عرب کی جڑ ہے اگر اس کو کاٹ ڈالو گے تو ہمیشہ کیلئے آرام پاؤ گے تو یہ خیال ان کے حملے کو سخت اور ان کی امیدوں کو مضبوط کردے گا باقی رہا یہ کہ جو آپ نے ذکر کیا ہے کہ فوج عجم مسلمانوں کے لئے روانہ ہو چکی ہے تو اللہ سبحانہ کو ان کی یہ روانگی آپ سے زیادہ ناپسند ہے اور وہ جس چیز کو ناپسند کرے اس کے بدل دینے پر قادر ہے اور

جو آپ نے ان کی کثرت بیان کی ہے تو بات یہ ہے کہ ہم لوگ زمانہ گزشتہ میں اپنی کثرت کے باعث قتال نہ کرتے تھے بلکہ خدا کی مدد پر بھروسہ کرکے لڑتے تھے۔"

خوش نصیب عثمان رضی اللہ عنہ:

جس طرح سفر ہجرت میں جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جان نثاریاں اور فدا کاریاں بے مثال ہیں، اسی طرح بیعت رضوان کے موقعہ پر سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ چمک رہا ہے خدا تعالیٰ سب بھائیوں کو چشم بصیرت عطا فرمائے۔ ملاحظہ ہو:

"وَبَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ وَضَرَبَ بِإِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى لِعُثْمَانَ وَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ طُوْبٰى لِعُثْمَانَ قَدْطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاَحَلَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَاكَانَ لِيَفْعَلَ فَلَمَّاجَاءَ عُثْمَانُ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطُفْتَ بِالْبَيْتِ فَقَالَ مَاكُنْتُ لِاَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطُفْ بِهٖ"

(شیعہ کی مشہور کتاب فروع کافی جلد سوم کتاب الروضۃ صفحہ ۱۵۱)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے بیعت لی اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا کہ یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے مسلمانوں نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ بڑا خوش نصیب ہے کہ اس نے بیت اللہ کا طواف بھی کیا ہوگا اور صفا مروہ کے درمیان سعی بھی کی ہوگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں عثمان رضی اللہ عنہ ایسا نہیں کرے گا، جب حضرت عثمان حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کہ اے عثمان! کیا تم نے طواف کعبہ کیا ہے تو حضرت عثمان نے عرض کیا کہ جب تک آپ طواف نہ کریں میں کیسے طواف کرسکتا ہوں۔"

اصحاب ثلاثہ کے بے ادبوں پر امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کی ناراضگی:۔

شیعہ کے بلند پایہ محدث صاحب الفصول حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:۔

''اِنَّهٗ قَالَ لِجَمَاعَةٍ خَاضُوْا فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ اَلَا تُخْبِرُوْنِیْ اَنْتُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالُوْا لَا قَالَ فَاَنْتُمُ الَّذِیْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ قَالُوْا لَا اَمَا اَنْتُمْ فَقَدْ بَرِئْتُمْ اَنْ تَکُوْنُوْا اَحَدَ هٰذَیْنِ الْفَرِیْقَیْنِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّکُمْ لَسْتُمْ مِنَ الَّذِیْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ جَاءُ وْا مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ'' (بحوالہ آیات بینات صفحہ ۱۹)

ترجمہ: ''حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا گزر ایک جماعت پر ہوا جو کہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی عیب جوئی کر رہے تھے آپ نے پوچھا کہ مجھے بتلاؤ کہ تم مہاجرین میں سے ہو کہ جو خدا کیلئے گھر سے نکالے گئے اور خدا کے لئے ان کا مال لوٹا گیا۔ اور جنہوں نے خدا اور رسول کی مدد کی انہوں نے کہا کہ نہیں ہم ان میں سے نہیں ہیں تب آپ نے پوچھا کہ پھر کیا تم ان لوگوں میں سے ہو کہ جنہوں نے دار ہجرت اور دار ایمان میں گھر بنایا تھا اور مہاجرین کو آرام دیا تھا انہوں نے کہا کہ نہیں ہم ان میں سے بھی نہیں ہیں تب آپ نے کہا کہ تم نے خود ان دونوں گروہوں میں سے نہ ہونے کا اقرار کیا اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم ان میں سے بھی نہیں ہو جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مومن ان مہاجرین اور

انصار کے بعد آئیں گے وہ یہ دعا کیا کریں گے کہ الٰہی ہماری اور ہمارے اگلے بھائیوں کی جو ہم سے ایمان میں سبقت لے گئے۔ مغفرت کر اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے کینہ نہ رکھنا اے ہمارے رب بے شک تو بخشش کرنے والا مہربان ہے۔''

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن تین قسم پر ہیں اول مہاجرین، دوم انصار اور تیسرے نمبر پر وہ لوگ ہیں جو مہاجر اور انصار تو نہیں ہیں لیکن اپنے سے پہلے گزرے ہوئے مسلمانوں کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں لیکن تم تو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے عیب بیان کر رہے ہو اور ان پر اعتراض کر رہے ہو۔ لہٰذا جس طرح کہ تم مہاجر اور انصار نہیں اسی طرح بعد میں آنے والے مومنوں کی جو صفت قرآن نے بیان فرمائی ہے وہ بھی تمہارے اندر موجود نہیں لہٰذا مومنوں کی کسی بھی قسم میں تمہارا شمار نہیں ہوسکتا۔ اصحاب رسول کے نکتہ چین غور کریں!!!

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر شیر خدا کی بیعت:

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی ان بزرگوں سے محبت تھی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شیخین کی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بھی بخوشی بیعت کی۔ جیسا کہ شیعہ کی کتاب شرح نہج البلاغہ حدیدی میں ہے۔

''فَمَشٰی اِلٰی عُثْمَانَ ثُمَّ بَایَعَهٗ'' (شرح نہج البلاغہ حدیدی جلد ۲ صفحہ ۶۱۷)

ترجمہ: ''پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف چلے اور جا کر ان سے بیعت کی۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں کے نام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان حضرات سے اتنی محبت تھی کہ ان کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھ دیئے۔ دیکھئے شیعہ حضرات کی کتابیں:

"عثمان وعمر اولاد امیر المومنین کہ در صحرائے کربلا شہید شدند۔"

ترجمہ: "حضرت عثمان اور حضرت عمر حضرت علی کے بیٹے تھے جو کہ میدان کربلا میں شہید ہوئے۔" (جلاء العیون صفحہ ۱۹۴، ۱۷۰، ۱۹۹۔ تاریخ الائمہ صفحہ ۳۴۴، منتخب الاعمال جلد اصفحہ ۳۸۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آئندہ زمانہ کے بارے میں پیش گوئی فرمائی کہ میرے بارے میں لوگ تین قسموں پر ہوں گے ایک گروہ تو میری محبت میں غلو کرے گا اور میرے لئے وہ مراتب تجویز کرے گا جو کہ خلافِ حقیقت ہیں محبت میں افراط اسی کو کہتے ہیں اور دوسرا گروہ میرے بغض کی وجہ سے مجھ پر ایسے غلط الزامات لگائے گا جن سے میرا دامن بالکل پاک صاف ہے یہ دونوں گروہ گمراہ ہیں لہٰذا جن لوگوں کا عقیدہ ان دونوں گروہوں کے درمیان ہے تم ان کے ساتھ ہو جاؤ وہ جماعت ہے اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اب میرے بھائی خود غور کریں کہ یہ درمیانہ گروہ صرف اہل سنت وجماعت ہی بن سکتا ہے یہ لباس کسی اور کے جسم پر فٹ نہیں آتا۔ خدا تعالیٰ ہمیں اسی حق پسند گروہ میں رکھے اور بروز قیامت اسی گروہ میں اٹھائے۔ آمین بحرمۃ النبی الامین!!

کیا حب علی رضی اللہ عنہ کا ہر دعویدار سچا ہے؟

جو لوگ اصحاب رسول کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں وہ یہ توہین حب علی رضی اللہ عنہ کے نام پر کرتے ہیں۔ آیئے اس سلسلہ میں خود باب مدینۃ العلم کا ارشاد آپ کو دکھاؤں:

"سَيَهْلِكُ فِيَّ صِنْفَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْحُبُّ اِلٰى غَيْرِ الْحَقِّ وَمُبْغِضٌ مُفْرِطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْبُغْضُ اِلٰى غَيْرِ الْحَقِّ وَخَيْرُ النَّاسِ فِيَّ حَالًا النَّمَطُ الْاَوْسَطُ فَالْزَمُوْهُ وَالْزَمُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّ يَدَ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَاِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ اَلَا مَنْ دَعَا اِلٰى هٰذَا الشِّعَارِ فَاقْتُلُوْهُ وَلَوْ كَانَ تَحْتَ عِمَامَتِيْ هٰذَا" (نہج البلاغۃ جلد دوم صفحہ ۱۱)

ترجمہ: "عنقریب میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے ایک تو بہت زیادہ محبت کرنے والا جس کو محبت غیر حق کی طرف لے جائے گی اور دوسرا بہت دشمنی کرنے والا جس کا بغض اس کو ناحق کی طرف لے جائے گا۔ میرے بارے میں سب لوگوں سے بہتر ہے درمیانے طریقہ پر چلنے والا۔ پس اس کو لازم پکڑو اور بڑی جماعت کو لازم پکڑو کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ جماعت سے الگ ہونے سے بچو۔"

حضرت سیدۃ النساء کی شادی پر اصحاب ثلاثہ کی خدمات:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اخلاص اور جذبۂ محبت صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک محدود نہ تھا بلکہ خاندان رسالت کے ہر فرد کیلئے آپ ہر ضرورت کے وقت سراپا ایثار تھے چنانچہ حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شادی کے موقع پر آپ کی خدمت ملاحظہ فرمائیں اور ٹھنڈے دل کیساتھ غور کریں کہ یہ حضرات آپس میں دشمن تھے یا باہم شیر وشکر، سراپا محبت والفت تھے۔ جب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شادی طے ہوئی تو شادی کے اخراجات کیلئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی زرہ بیچنے بازار تشریف لے گئے بازار میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اے برادرِ من زرہ کیوں فروخت کر رہے ہو؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنی شادی کیلئے سامان ضرورت مہیا کرنے کیلئے فروخت کر رہا ہوں آپ نے فرمایا: کتنے پر فروخت کرو گے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا چار سو درہم پر فروخت کروں گا چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار سو درہم دے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زرہ خرید لی۔ دراہم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لے لیے اور زرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لے لی۔ پھر کیا ہوا۔ اس کا بیان حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔ شیعہ کی نہایت معتبر کتاب کشف الغمہ کی عربی عبارت

مع ترجمہ پڑھیے۔ خدا تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے:۔

"فَلَمَّا قَبَضْتُ الدَّرَاهِمَ وَقَبَضَ الدِّرْعَ مِنِّیْ قَالَ فَاِنَّ الدِّرْعَ هَدِيَّةٌ مِّنِّیْ اِلَيْكَ فَاَخَذْتُ الدِّرْعَ وَالدَّرَاهِمَ وَاَقْبَلْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَضَ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَدَعَا بِاَبِیْ بَكْرٍ وَّقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ اِشْتَرِ لِابْنَتِیْ مَا يَصْلُحُ لَهَا" (کشف الغمہ صفحہ ۱۱۷)

ترجمہ: "جب میں نے چار سو درہم لے لئے اور زرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دے دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ زرہ میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے پس میں زرہ اور چار سو درہم لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور زرہ اور دراہم آپ کے آگے رکھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سارا واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور ایک مٹھی بھر کر جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان کو دی اور فرمایا: جاؤ! بازار سے میری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے جو لائق اور مناسب سامان خانگی ہو وہ لے آؤ۔ چنانچہ وہ بازار سے سامان شادی خرید لائے۔"

اس واقعہ سے اندازہ کیجئے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کتنا پیار اور کس قدر ہمدردی تھی کہ شادی کیلئے رقم بھی مہیا کی اور زرہ بھی بطور ہدیہ واپس کر دی۔ کیا یہ باہمی دشمنی کا ثبوت ہے یا انتہائی قریبی تعلقات کی علامت ہے؟ اور کیا شیر خدا کی غیرت گوارا کرتی کہ میری شادی کسی دشمن کی فراہم کردہ رقم سے ہو۔ آپ خود بنظر انصاف دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ یہ حضرات آپس میں دشمن تھے یا "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" کی مجسم تصویر۔ عبارت کے باقی حصہ پر غور کیجئے کہ سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی شادی کیلئے سامان کی خریداری کی ذمہ داری حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ڈال رہے ہیں۔ حالانکہ خاندان بنو ہاشم کے بہت سے اقرباء موجود تھے۔ لیکن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے جہیز کی

خریداری حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صواب دید پر چھوڑی۔ کیا اس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح نہیں ہوتی کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دیانت، امانت، خیر خواہی اور عقل و دانش پر جتنا اعتماد تھا اتنا اعتماد اور کسی پر نہ تھا۔ اسی لئے خالص خانگی معاملہ کو بھی حضرت صدیق کی وساطت سے طے کیا۔ اس عبارت میں پھر غور کیجئے کہ اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ عنہم سیدہ فاطمۃ الزہرا اور شیر خدا کی شادی کا تمام انتظام کر رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رقم خرچ ہو رہی ہے۔ حضرت ابوبکر سامان خرید رہے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ گواہوں میں شامل ہیں۔ پھر یہ حضرات اتفاقی طور پر موجود ہونے کی وجہ سے گواہ نہیں بن گئے بلکہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بامر پروردگار خود گھروں سے بلایا۔ اور شامل نکاح سیدۃ النساء کیا۔ یہ اعزاز پانے والے مقدس لوگ منافق نہیں ہو سکتے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو راہ راست پر چلائے۔ اگر ان مقدس ہستیوں کا ایمان مشکوک سمجھا جائے تو خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر بھی حرف آئے گا۔

حضرت سیدۃ النساء کی شادی کے گواہ کون تھے:

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِیٍّ فَادْعُ لِیْ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَّطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَبِعَدَدِهِمْ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمَّا اَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اِلٰی اٰخِرِهٖ ثُمَّ اِنِّیْ اُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ زَوَّجْتُ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِیٍّ"

(کشف الغمہ صفحہ ۱۰۴)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے کر دوں۔ پس ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ۔ اور اتنے ہی انصار بھی لاؤ۔ پس میں ان سب کو بلا لایا۔ جب یہ حضرات اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا پھر فرمایا: میں تم سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔''

اگر یہ حضرات منافق ہوتے تو ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے نکاح کے گواہ ان حضرات کو نہ بناتے۔ جس طرح یہ حضرات علی کے ساتھ اخلاص رکھتے تھے۔

ضمیمہ
در شان حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

آفتاب طریقت، ماہتاب شریعت، عالمی مبلغ اسلام
حضرت الحاج پیر سید محمد عظمت علی شاہ صاحب بخاری
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

ارشاد خداوندی ہے:۔

''وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ'' (الزمر:۳۳)

تفسیر: ''وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ اَیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَدَّقَ بِهٖ اَیْ اَبُوْبَكْرٍ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ'' (تفسیر اہل شیعہ مجمع البیان جلد ۸ صفحہ نمبر ۴۹۸)

ترجمہ: وہ شخص جو سچ لے کر آیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی یعنی (سیدنا حضرت) ابوبکر وہ متقون سے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کس نے بنایا؟

فرمان حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ:

''فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَجَعَلْنَا اَبَاكِ صِدِّیْقًا وَهُوَ ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ'' (رجال کشی صفحہ ۵۷)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ہم نے تیرے باپ کو صدیق بنایا حالانکہ وہ صرف ابی قحافہ کے بیٹے تھے۔''

اہل بیت کا شیخین کیساتھ اظہار عقیدت:

ہمیشہ سے یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ ہر قوم حصول برکت اور اظہار عقیدت کیلئے اپنے مقدس اور قابل احترام بزرگوں کے ناموں پر اپنی اولاد کے نام رکھتی ہے جیسے ہم اپنی بچیوں کے نام فاطمہ، سکینہ، زینب، عائشہ وغیرہ اور اپنے بچوں کے نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام یا اہل بیت عظام کے ناموں پر نام رکھتے ہیں کیونکہ ہم سب کو ان ناموں سے عقیدت اور ان نام والوں کے ساتھ محبت ہے اسی لئے آج تک کسی نے اپنے بیٹے کا نام فرعون، ابوجہل وغیرہ نہیں رکھا کیونکہ ان سے کسی مسلمان کو عقیدت نہیں۔ آیئے! ہم دیکھیں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم اور حسنین شریفین کریمین کو کن ناموں سے عقیدت و محبت تھی۔

فرزندان حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم:

حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن، حضرت عباس، حضرت محمد، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم

(اہل شیعہ کی کتاب کشف الغمہ صفحہ ۱۳۲، تاریخ الائمہ صفحہ ۴۳)

فرزندان حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ:

حضرت قاسم، حضرت عبد اللہ، حضرت حسن مثنیٰ، حضرت زید، حضرت عبد الرحمٰن، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت اسمٰعیل رضی اللہ عنہم۔ (تاریخ الائمہ صفحہ ۳، کشف الغمہ صفحہ ۱۷۱)

نوٹ: ''ابوبکر فرزند امام حسن بمعرکہ قتال شتافت۔''

ترجمہ: ''امام حسن رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میدانِ کربلا کی لڑائی میں شامل تھے۔'' (جلاء العیون صفحہ ۱۹۳)

فرزندان امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ:

حضرت عابد (زین العابدین)، حضرت علی اکبر، حضرت علی اصغر، حضرت زید، حضرت ابراہیم، حضرت حمزہ، حضرت ابوبکر، حضرت جعفر، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(تاریخ الائمہ صفحہ ۸۳)

مسلم اول کون؟

"اِنَّ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ بَعْدَ خَدِیْجَۃَ اَبُوْبَکْرٍ" (تفسیر مجمع البیان جلد ۳ صفحہ ۶۵)

ترجمہ: "حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کے بعد سب سے پہلے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول فرمایا۔"

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا خط مبارک:

"وَکَانَ اَفْضَلُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ کَمَازَعَمْتَ وَاَنْصَحُھُمْ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ الْخَلِیْفَۃُ الصِّدِّیْقُ وَخَلِیْفَۃُ الْخَلِیْفَۃِ الْفَارُوْقُ وَلَعُمْرِیْ اِنَّ مَکَانَھُمَا فِی الْاِسْلَامِ لَعَظِیْمٌ وَّاِنَّ الْمُصَابَ بِھِمَا لَجُرْحٌ فِی الْاِسْلَامِ شَدِیْدٌ یَرْحَمُھُمَا اللّٰہُ وَجَزَاھُمَا بِاَحْسَنِ مَاعَمِلاً" (ابن میثم جز ۳۱ صفحہ ۴۸۶)

ترجمہ: "جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام میں سب سے افضل ہیں، اور رسول اللہ کے خلیفہ ہیں اور ان کے بعد خلیفہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ میری عمر اس بات کی گواہ ہے وہ دونوں اسلام میں عظیم مقام رکھتے ہیں، ان کے وصال سے اسلام کو سخت نقصان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں پر رحمت فرمائے اور انہوں نے جو کام کیا ہے اس کی اچھی جزا دے۔"

فرمان حضرت امام جعفر صادقؓ:

"ھُمَا اِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ کَانَا عَلَی الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَیْہِ فَعَلَیْھِمَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ" (احقاق الحق صفحہ ۱۶)

ترجمہ: وہ دونوں (حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) عادل و منصف امام تھے اور وہ ہمیشہ حق

پر رہے۔ اور اسی حالت پر وصال فرمایا ان دونوں پر اللہ کی رحمت قیامت تک۔

وَعَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ سَئَلْتُ اَبَاجَعْفَرٍ مُحَمَّدَبْنَ عَلِیٍّ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ عَنْ حِلْیَۃِ السُّیُوْفِ فَقَالَ لَابَاْسَ بِہٖ قَدْحَلّٰی اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سَیْفَہٗ قُلْتُ فَتَقُوْلُ لَہُ الصِّدِّیْقُ؟ قَالَ فَوَثَبَ وَثْبَۃً وَّاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ فَقَالَ نَعَمْ الصِّدِّیْقُ نَعَمْ الصِّدِّیْقُ نَعَمْ الصِّدِّیْقُ فَمَنْ لَّمْ یَقُلْ لَہٗ الصِّدِّیْقُ فَلَاصَدَّقَ اللّٰہُ لَہٗ قَوْلاً فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَۃِ"

ترجمہ: حضرت عروہ سے انہوں نے عبداللہ سے، انہوں نے کہا، میں نے حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تلواروں کو زیور لگانا جائز ہے امام صاحب نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں، جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تلوار کو زیور لگایا ہے۔ میں نے کہا آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں اس پر امام عالی مقام اچھل پڑے اور قبلہ شریف کی طرف رُخِ انور کر کے فرمایا کہ ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں جو ان کو صدیق نہیں کہتا اللہ اس کے کسی قول کو نہ دنیا میں سچا کرے نہ آخرت میں۔ (کشف الغمہ صفحہ ۲۲۰)

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بطور امام:

"ثُمَّ قَامَ وَتَھَیَّأَلِلصَّلٰوۃِ وَحَضَرَالْمَسْجِدَ وَصَلّٰی خَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ"

ترجمہ: "پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اُٹھے اور نماز کے لئے تیار ہو کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔"

(تفسیر قمی جلد ۲، صفحہ ۱۵۹، احتجاج طبرسی صفحہ ۹۴، مراۃ العقول ترجمہ مقبول غزوات حیدری صفحہ ۶۳۷)

حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ بطورِ خلیفہ:

"قَالَ اُسَامَۃُ لَہٗ ھَلْ بَایَعْتَہٗ فَقَالَ نَعَمْ یَا اُسَامَۃُ"

ترجمہ: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی کیا آپ نے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے بیعت کر لی ہے۔ (احتجاج طبرسی صفحہ ۵۶)

"ثُمَّ تَنَاوَلَ يَدَ اَبِي بَكْرٍ فَبَايَعَهٗ" "پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دست مبارک پکڑا اور بیعت کر لی۔"

(احتجاج طبرسی صفحہ ۵۲، روضہ کافی صفحہ ۱۱۸، ۱۳۹)

حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

"وَلَدَنِيَ الصِّدِّيْقُ مَرَّتَيْنِ" (احقاق الحق اہل شیعہ صفحہ ۷)

ترجمہ: "میں دو طرح سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں شامل ہوں۔"

"مادرش ام فروۃ دختر قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ بود و مادر ام فروۃ اسماء دختر عبدالرحمٰن بن ابی بکر بود"

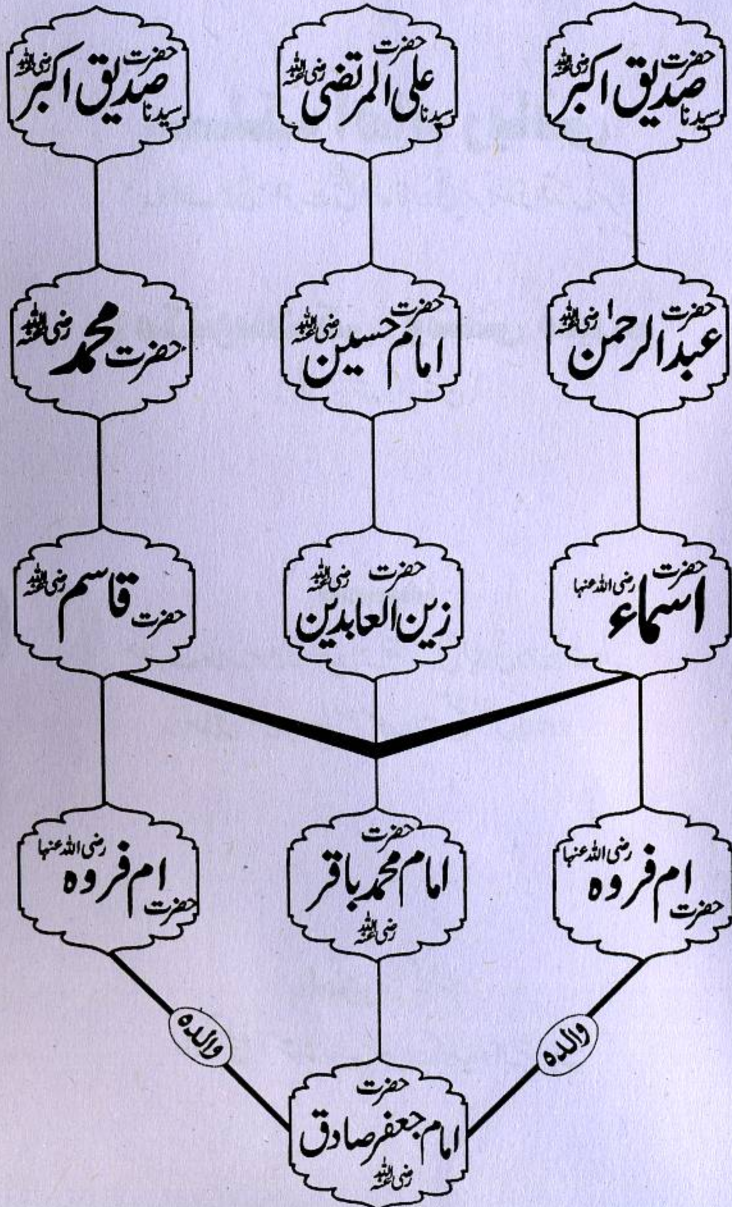
ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی والدہ ام فروہ تھیں جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی (پوتے کی بیٹی) تھیں، اور ام فروہ کی ماں حضرت امام جعفر صادق کی نانی حضرت اسماء تھیں جو حضرت ابوبکر صدیق کی پوتی تھیں۔ (جیسا کہ شجرہ سے ظاہر ہے)

(بحوالہ معتبر کتب اہل شیعہ)

۱۔ (جلاء العیون صفحہ ۲۴۸) ۲۔ (کشف الغمہ صفحہ ۲۱۵)

۳۔ (احتجاج طبرسی صفحہ ۲۰۵) ۴۔ (صافی شرح اصول کافی صفحہ ۲۱۴)

(شجرہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)



مسلک امام ربانی

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ

﴿مکتوبات کی روشنی میں﴾

(تخریج شدہ ایڈیشن)

تصنیف

حضرت علامہ مولانا سعید احمد نقشبندی کیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سابق خطیب جامع مسجد داتا گنج بخش لاہور

النور پبلی کیشنز

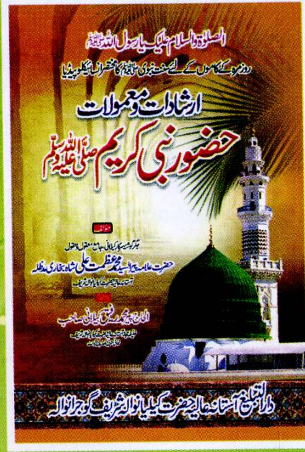
دار التبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

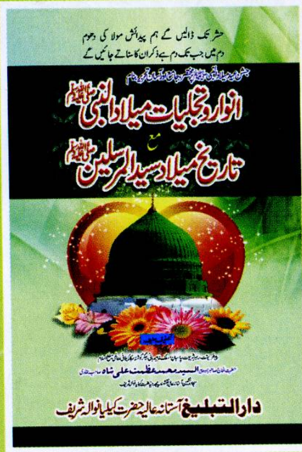
پیرِ طریقت رہبرِ شریعت عالمی مبلغِ اسلام

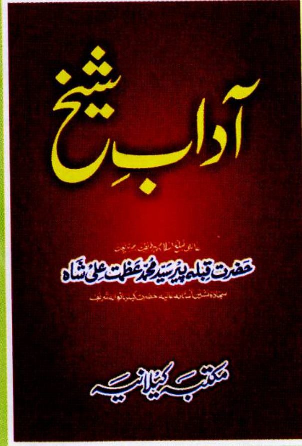
حضرت قبلہ پیر سید محمد عظمت علی شاہ بخاری

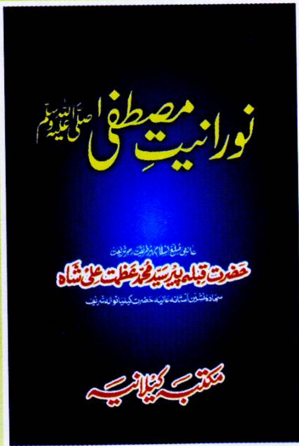
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

کی دیگر تصانیف









النور پبلی کیشنز

دار التبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

Cell:0345-1015500